یہ اخبار ہر ہفتہ وار جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I HADIS. AMRITSAR.

اخبار اہلحدیث امرتسر

امرتسر ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء یوم جمعہ

اطلاع ضروری

جن صاحبوں کو پرچہ نہ پہنچے وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مطلع فرماویں۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہیں اور جواب کا لفافہ یا ٹکٹ ضرور ہمراہ تحریر کیا کریں۔

منیجر

اغراض اخبار ہٰذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے	۔ عہ
والیان ریاست سے	۔ سے
رؤسا اور جاگیرداروں سے	۔ للعہ
عام خریداروں سے	۔ ہر

قیمت بہر حال پیشگی آنی ضروری ہے

نمونہ کا پرچہ مفت

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی۔

اشتہارات کی بابت خط و کتابت سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔

جملہ خط و کتابت اور ارسال زر بنام مالک ہونی چاہئیے بیرنگ واپس۔

تربیت اطفال

مصری جریدہ المؤید میں ایک قابل طبیب کی طرف سے اس موضوع کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جو نہایت مفید اور ضروری معلومات پر مشتمل ہے۔ ناظرین کی آگاہی کی غرض سے ہم ذیل میں اس کے ضروری حصوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں:۔

حمل کے چھٹے مہینے حاملہ کو دایہ اور حکیم کی طرف رجوع کرنا چاہئیے۔ تاکہ ان کی تدبیر سے حمل اپنے طریقہ طبعی پر قائم رہے۔ اور صعوبات وضع حمل میں تخفیف ہو۔ ان کی تدبیرات کا ایک لازمی جزو تحلیل بول حاملہ ہونا چاہئیے خاص کر حمل کے اخیر دو مہینوں میں جن جن چیزوں کو حاملہ کا جی چاہے بقدر اپنی خواہش کے کھاوے۔ اور اس امر میں ان جاہل عورتوں کی

نصائح کی متابعت نہ کرے - وہ ان چیزوں کی تعریف کرتی ہیں - جو ان کے معدہ کے موافق ہیں - اور جو ان کے موافق نہیں ہیں ان کی مذمت کرتی ہیں - لباس تنگ نہ ہو - بلکہ ڈھیلا ہو - تاکہ اس کے اور جنین کے اعضاء پر دباؤ نہ پڑے - ریل کے سفر اور تعجب انگیز زیارات مثلاً شادی اور غمی کے جلسوں میں جانے سے بچے - لیکن معتدل وقت میں آدھ گھنٹہ تک پیدل چلنا جائز ہی نہیں بلکہ ممدوح ہے - تاکہ معدہ نئی ہوا ملجائے اور بسہولیت مفید ریاضت بھی ہو جائے - بچہ پیدا ہونے پر اسکو چاہیئے کہ بہ اتباع اس خالص کانشنس اور طبعی محبت کے خود ہی دودھ پلائے - جو اس کو اس امر پر مجبور کرتی ہیں - کہ وہ اپنے لخت جگر کو اپنے ہی پستانوں سے دودھ پلا کر شب و روز اپنی چھاتی سے لگائے - اور اسکے نظارہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھے - گو یہ قابل افسوس امر ہے - کہ اسکی اس پاکیزہ اور شائستہ فطری رغبت کی مخالفت میں اس کی ماں اور شوہر کی جانب سے چند امور پیش آجاتے ہیں - چنانچہ اسکا اپنے بچہ کو دودھ پلانے میں مشغول ہونا ان کو اسوجہ سے ناپسند ہوتا ہے - کہ وہ اس میں نہیں جاتی ہے زرق برق پوشاک سے آراستہ پیراستہ نہیں ہوتی - اور نہ کہیں آتی جاتی اور ملاقات وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے - ماں کو یہ خوف بھی ہوتا ہے - کہ دودھ پلانے سے اسکی صحت میں فرق آجائیگا - وہ کمزور ہو جائے گی - اور اس کے حسن کی تر و تازگی باقی نہ رہے گی - اور شوہر کو یہ خوف کہ بیوی بخیل گمان کرے گی - کہ میں دایہ کی اجرت کے خیال سے اس کے آرام کا لحاظ نہیں کرتا - اور یہ کہ بصورت دایہ نہ رکھنے کے میری بیوی ان عورتوں سے گھٹ جائے گی جو اپنے بچوں کیلئے یورپ سے دائیاں بلواتی ہیں - پھر اس کو بچہ کی نسبت اس وجہ سے حسد ہو جاتا ہے - کہ وہ اسکی بیوی (یعنے اپنی ماں) کی مہر و محبت کو اپنی ہی طرف متوجہ کر لیتا ہے - ان سب امور کا خیال حاملہ کو پہلے ہی سے اسباب پر آمادہ کر دیتا ہے - کہ وہ بچہ کو وقت وضع ہی سے دایہ سے دودھ پلوائے - لیکن ہم اس کو بصراحت جتا دیتے ہیں - کہ ایسا کرنے سے وہ گناہ کبیرہ اور قابل سزا سخت جرم کی مرتکب ہوگی - گناہ کبیرہ یہ ہے - کہ اُس کا فعل اسکی صحت

اور اس بچہ کی صحت کو مضر ہوگا - جس سے ہنوز کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا - جو اسے اس عتاب کا مستوجب گردانے - اس لئے کہ اسکی پیدائش کا موجب اس کا اپنا ارادہ نہیں ہے بلکہ اولاً اللہ کا ارادہ ثانیاً اُس کی ماں کی مراد جیت پہلا ضرر تو یوں ہے کہ اس کا فعل طبیعت کے مخالف ہے - کیونکہ اللہ تعالے نے ہر عضو کیلئے جداگانہ کام مقرر کئے ہیں - اور یہ فرض ہے - کہ ہر عضو اپنا کام کرے - ورنہ نقصان پیدا ہوگا - پستان کا کام ہے - کہ بچہ کی پرورش کے لئے دودھ دے - پس پستان کی اس عمل کا باطل کرنا جسم کے حق میں ویسا ہی مضر ہے - جیسا کہ معدہ یا پھیپھڑہ کے عمل کو باطل کرنا - دوسرا ضرر (یعنے بچہ کی صحت پر) اس طرح پر ہے - کہ وہ اس دودھ سے محروم رکھا جاتا ہے - جو منجانب اللہ اسکی غذا مقرر ہوئی ہے - اور تنہا وہی اس کے مزاج کے موافق ہے اس لئے کہ اس کے اعضاء کی تکوین اور نموان کے خون سے ہوئی ہے - پس مناسب یہ ہے - کہ اس کی غذا ماں کا دودھ ہو - تاکہ تکوین اور نموئی اعضا جو رحم میں پورے نہیں ہوئے - اس کی غذا سے جاری رہے - بچہ کے حق میں یہ ضرر اسوقت بھی متصور ہے جبکہ دایہ میں کثرت و عمدگی شیر و حسن سیرت و قناعت وغیرہ جملہ شروط موجود ہوں - لیکن ایسی جامع الشروط دایہ کا ملنا ناممکنات سے ہے - بہتیری دائیاں بالکل درست معلوم ہوتی ہیں - لیکن حقیقت میں وہ نہایت ہی ضعیف ہوتی ہیں - یہاں تک کہ یہ اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ ڈاکٹر کی تجویز میں دایہ کی صحت کامل اور اس کا دودھ اچھا ہوتا ہے - مگر بعد کو دایہ اور بچہ دونوں دام امراض میں پھنس جاتے ہیں انحلال صحت دایہ کے اسباب بہت سے ہیں - وہ کبھی مادی ہوتے ہیں - یعنے قلت و کثرت اکل یا کثرت اور بے مضرہ سے پیدا ہوتے ہیں - اور کبھی غیر مادی جو اپنی بیٹی اور شوہر کے فراق سے پیدا ہوتی ہیں بچہ (جو دایہ کی سپردگی میں دیا گیا ہو) کی انحلال صحت کا سبب اولاً تو دایہ کی صحت کا مضمحل ہونا اور ثانیاً دایہ کی بدسلوکی - بارہا دیکھا ہے کہ دائیاں رات کے وقت بچہ کو خاموش کرنے کے لئے ناپسندیدہ طریق اختیار کرتی ہیں - افیون یا مرکب افیون کا دینا تو آسان ترین طریقہ ہے

ahmadimuslim.de

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے - کہ کوئی دایہ ان سب برائیوں سے پاک
ہے - تو اس امر کی کون ضمانت کر سکتا ہے - کہ وہ دایہ تا اختتام ایام
رضاعت ساتھ دیگی - کیا یہ نہیں ہو سکتا - کہ جب بچہ اس سے مانوس
اور وہ بچہ کی عادات سے واقف ہو جائے - اور اس وقت وہ بچہ
کو مریض چھوڑ کر چلی جائے - جسکا نتیجہ نہایت ہی برا ہوگا - اسکی
صحت کمزور ہو جائے گی - اور دایہ کی جدائی کی وجہ سے اسکا مرض
بڑھ جائے گا - ایسی حالت میں اس کی ماں بچہ کی بلا دایہ رہنے کے
اندیشہ سے جو دایہ بھی مل جائے - ایسے بلا تحقیقات اسکی صحت الملا
کے رکھ لیگی - مزید برآں یہ کہ اس نئی دایہ کو پہلے دن سے بچہ کی
عادات کی معرفت دشوار ہوگی - اور اسوقت ماں کو بذات خود بچہ کے
حقوق ادا نہ کرنے پر پچھتانا پڑیگا - مگر بے سود +

اب جرم کی تفصیل باقی رہی - جسکی مرتکب ماں اسوقت ہوتی ہے جبکہ
وہ کسی بچہ دار دایہ کو منتخب کر کے اس کو اسکے بچہ سے جدا کرتی ہے
یہ ظاہر ہے - کہ جدید جملہ قوانین میں جرم قرار دیا گیا ہے اور دایہ
کو نوکر رکھنے والی ماں حقیقتاً دایہ کے بچہ کی غذا چراتی ہے - دایہ
سے معاملہ بیع کرنا جائز اور اسکو دودھ کی قیمت ادا کرنا بیکار ہے -
اس سے جرم سرقہ ساقط نہیں ہو سکتا - کیونکہ دایہ کا دودھ اسکے
بچہ کی ملک ہے - اور بچہ نے اس معاہدہ کو قبول یا منظور نہیں کیا
اور خود دایہ کو غیر کی ملک بیچنے کا اختیار نہیں ہے - وہ صرف امین
اس چیز کی ہے - علاوہ بریں یہ کہ جو کچھ معاوضہ دودھ کا وہ دیتی ہے
کیا وہ اس تلف صحت کی تلافی کر سکتا ہے - جو دایہ کے بچہ کو اپنی
ماں کے پستان سے دور رہنے کی وجہ سے لاحق ہوگا - کیا اسے
یہ نہیں معلوم کہ بچہ کا اپنی ماں کے دودھ سے محروم رہنا غالب
اوقات دردناک تکالیف کے ساتھ اس کی موت کا سبب ہوتا ہے
کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ دایہ کے اپنا گھر چھوڑنے کے بعد اس کا بچہ
دادی - نانی - خالہ یا کسی غیر عورت کے پاس رہتا ہے - جسکو اس پر
شفقت نہیں ہوتی - اور وہ بجائے اس دودھ کے جو اسکی صحت کیلئے
لازمی ہے ثقیل غذا یا کچھ ضرر رسانی ملا ہوا دودھ اسکو دیتی ہے - گو وہ
اس غذا کو قبول کر لیتا ہے - مگر چند ہی مہینہ بعد اس کا پیٹ بڑھ

جاتا ہے - اور ہڈیاں خمیدہ ہو جاتی ہیں - اسہال عارض ہو جاتا ہے
صحت جاتی رہتی ہے - اور آخر کار مر جاتا ہے - وہی اکیلی اس جرم
کی سبب ہے - اور اس کی باز پرس میں شریک - اب یہ دکھلایا جاتا
ہے - کہ قانون طبعی اور قانون تمدن دونوں کی رو سے اپنے بچہ کیلئے
دایہ کا دودھ خریدنا ناجائز ہے - جو بچہ اللہ نے عطا فرمایا - وہ اپنے ارادے
سے اس دنیا میں نہیں آیا - چونکہ اس کی ایجاد میں اسکی ماں کی بھی
شرکت ہے - لہذا اس پر واجب ہے - کہ اس بچہ کو اسی دودھ
میں سے غذا دے - جو اس کے لئے اس کے پستان میں پیدا کیا
گیا ہے - بچہ کو اس دودھ سے محروم رکھنا اسکے لئے جائز نہیں ہر
ماں کے پستان میں بچہ کی غذا کے لئے کافی مقدار میں جو دودھ ہے
وہ منجانب اللہ ایک قیمتی ودیعت ہے - جس سے وہ اپنے بچہ کو محروم
رکھنے کی مجاز نہیں ہے اگر یہ کہا جائے - کہ وہ ماں اپنے بچہ کے لئے
ایک دوسری عورت کا دودھ خرید دیتی ہے جو خود اس کے دودھ
کے برابر ہے - تو اس کا جواب یہ ہے - کہ اس دوسری عورت کو اپنے
پستان کے دودھ بیچنے کا اختیار نہیں ہے - پس اس وقت
خریدار ماں قانونی جرم یعنے سرقہ میں شرکت کی مرتکب ہوگی کیونکہ اسنے
مال مسروقہ کو مسروقہ جان کر خرید کیا +

خدا کا شکر ہے کہ جہاں اس قسم کی ضرر رساں مائیں موجود ہیں -
وہیں عقلمند مائیں بھی ہیں - جو اسباب سے آگاہ ہیں - کہ دودھ پلانا
ان کا پہلا فرض ہے - چنانچہ یہ چشم دید واقعہ ہے - کہ ایک عورت
کو جبکی عمر ۲۵ برس کی تھی - اور جو نحیف الجسم اور پھیپھڑے کی بیماری
میں صاحب فراش ہو رہی تھی - کہ اس کے ہر سانس پر آخری سانس
کا گمان ہوتا تھا - اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ عنایت فرمایا - جسے اس نے
غائت محبت کی وجہ سے خود دودھ پلایا - اور چھ مہینے سے گائو
کے جوش دئے ہوئے دودھ کی مدد بھی پہنچانے لگی - اس کی اس
شجاعت کا نتیجہ یہ ہوا - کہ وہ بالکل اچھی ہو گئی - یہ ہرگز فراموش
نہ ہونا چاہئے - کہ جسم کا ایک ذرہ بھی ایسا نہیں ہے - جس میں فایدہ
عظیم مضمر نہ ہو - پستانوں کو اللہ نے صرف زینت سینہ کے لئے ہی نہیں
پیدا کیا - بلکہ یقیناً اولاد کے دودھ پلانے کے لئے بھی - حاصل کلام یہ کہ

ahmadimuslim.de

انسان کے پیدا کرنیکی غرض و غایت کیا ہے؟

یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جو چیز بنائی جاتی ہے۔ اس کی کوئی خاص غرض غایت ضرور ہوتی ہے۔ انسانی مصنوعات کو لیجئے۔ ہر شے کے بنانے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنے سے کوئی نہ کوئی مقصود ضرور ہوتا ہو جس واسطے جو چیز بنائی جاتی ہے۔ اُس کو اصطلاح میں اُس شے کی علت غائی کہتے ہیں۔ مثلاً گھڑی کی علت غائی وقت کا دریافت کرنا۔ آئینہ کی علت غائی اُس میں چہرہ دیکھنا چاکو کی علت غائی اس سے کسی چیز کا تراشنا وغیرہ وغیرہ الغرض کوئی شے کے بنانے والے نے ایسی نہ بنائی ہوگی۔ جس سے کوئی خاص غرض و غایت نہو۔ جب ہر ذی عقل اس سے بری ہے۔ کہ وہ کوئی شے بلا کسی غرض خاص اور مطلب مخصوص کے بناوے۔ تو وہ ذات پاک جو تمام عیوب سے پاک اور مبرا اور تمام خوبیوں کے ساتھ متصف ہے۔ اور جو تمام انسانوں اور حیوانات اور سموات وارض وما بینہما کا خالق ہے جس نے تمام موجودات عالم کو پردۂ عدم سے نکال کر جلوہ ظہور کا بخشا۔ صرف ایک کلمہ کن سے تمام عالم کو معدوم سے موجود کیا۔ اور انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا سبحانہ وتعالیٰ شانہ اس کی ذات اس سے منزہ اور مبرا اور اُس کی شان اس سے ارفع واعلےٰ ہے۔ کہ وہ کوئی ایسی شے پیدا کرے۔ جس کی تکوین میں کوئی بڑی حکمت موجود اور اُس کے پیدائش سے کوئی خاص مطلب مقصود نہ ہو۔ تعالیٰ عن ذالک چنانچہ خود اپنے کلام پاک میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ کہ آسمان انوں اور زمینوں اور تمام مخلوقات کو ہمنے لغو اور باطل طور پر پیدا نہیں کیا۔ ایسا شبہ ہمارے جناب میں کرنا کمال بے ادبی اور صریح کفر ہے۔ جس کی جزا جہنم کے سوا کچھ نہیں قال اللہ تعالیٰ شانہ۔ وما خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینہما باطلا ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وما خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینہما لٰعبین یعنے ہمنے تمام مخلوقات آسمانوں زمینوں شجر حجر انسان۔ حیوان جن و ملائک وغیرہ وغیرہ کسی شے کو فضول بے مطلب بیکار لہو و لعب کے طور پر نہیں بنایا ہے۔ بلکہ ہر ایک شے کی پیدائش میں کوئی خاص مطلب ملحوظ ہے اگرچہ ہماری ناقص فہم ہر چیز کے پیدائش کے حکمت کو دریافت نہ کر سکیں۔ اور ہماری کوتاہ عقلیں ہر چیز کی پیدائش میں ہماری حکمت تک نہ پہونچ سکیں اور اُس کو ادراک نہ کر سکیں کیونکہ وہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تمکو بقدر ضرورت کچھ تھوڑا سا بتلا دیا گیا ہے اور علم سے قلیل حصہ تمکو عطا ہوا ہے۔ جب یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی کہ اُس خالق اکبر حاکم بجر و بر کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اور اُس پروردگار نے جو شے پیدا کی ہے اسکی پیدائش سے کوئی خاص مقصود ضرور ہو تو اب ہمکو سوال مندرجہ عنوان یعنے

انسان کے پیدا کرنے کی غرض و غایت کیا ہے؟

کے جواب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب اُس پروردگار جلشانہ نے ہمکو پیدا کیا اور نسل اور تمام مخلوقات کے انسانوں کو بھی عدم سے ظہور میں لایا۔ تو ضرور ہے۔ کہ کوئی خاص مقصود ہمارے پیدائش سے ہوگا۔ اور اُس کے دریافت کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ کیا ہے! ہم پر فرض ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے۔ حتے الامکان جس کام کیلئے پیدا کئے ہیں اُس میں مصروف ہوں اور اُس اصل مقصد کے منافی دوسرے کاموں میں نہ لگ جاویں۔ بلکہ جس غرض سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اُسی میں مشغول ہوں لیکن بقول شخصے کیا پدی کیا پدی کا شوربا ہم کیا اور ہمارا علم کیا! ہماری کیا حقیقت کہ اُس حکیم علی الاطلاق کے کارخانۂ قدرت میں کچھ بھی فکر دوڑا سکیں۔ اور دریافت کر لیں۔ کہ فلاں شے کے خلق میں یہ حکمت اور فلاں چیز کی پیدائش سے یہ مقصود ہے۔ لہٰذا مناسب ہے۔ کہ ہم بھی کہیں۔ جسکا کہنا ہمارے لئے زیبا ہے یعنی لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم چنانچہ اُس خالق اکبر جلشانہ نے اپنی فضل و عنایت سے ہمارا سوال کا جواب ہمکو خود بتلا دیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ جلشانہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے تمام انسانوں اور جنوں کی پیدائش سے ہمارا مقصود صرف یہی ہے۔ کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ اِس واسطے ان سب کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہی اُن کی پیدائش کی غرض و غایت ہے۔ اِس آیت میں سوال مندرجہ عنوان تو صاف طور پر حل ہو گیا۔ لیکن یہ بات تفصیل طلب

ahmadimuslim.de

اور یہی عبادت کی جائے تو کس طرح ؟ کمال عبادت کس طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہے ؟ اور عبادت کی روح کیا ہے ؟ اس کا جواب بھی اُس پاک پروردگار نے اپنے رسول کے ذریعہ صاف طور پر دیا ہے اور اس اجمال کی تفصیل بھی اپنے مقدس رسول (ابی وامی فداہ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد کی ہے چنانچہ متفق علیہ حدیث میں اس سوال کے جواب میں کہ ما الاحسان ارشاد ہے - کہ الاحسان ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنے کمال عبادت اور روح عبادت احسان ہے اور احسان کیا ؟ ان تعبد اللہ کانک تراہ اپنی رب کی عبادت اس طرح خشوع اور خضوع سے کرنا کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے - اوس کے دربار میں حاضر ہے - اگر انسان تھوڑا بھی غور کرے تو معلوم ہو جائے - کہ اُس دربار کے حاضری کیسا نازک مقام ہے بڑے شہنشاہ بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حضوری کا شرف حاصل ہوا ہے - تو لازم اور ضروری ہے - کہ اوس کے حضور میں نہایت ذلیل بندہ اور کمترین اور ادنی غلام بنکر کھڑا ہو - اور جہاں تک ممکن ہو آہ و زاری کرے - گڑگڑا گڑگڑا کر اوس رب العالمین جل شانہ کی تعریف اور تسبیح و تقدیس کرے - اس بالا و برتر ذات کی پاکی اور بڑائی بیان کرے - اور اس کے ساتھ اپنی عاجزی اپنی نالائقی کا اظہار اور اپنے معاصی پوشیدہ اور ظاہر گناہوں کا ڈرتے ڈرتے کانپتے ہوئے شرمندگی کے ساتھ اقرار اور نہایت عاجزی سے یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم کے مضمون کو ذہن میں حاضر کر کے اون گناہوں کے لئے استغفار اور بحکم توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا آئندہ کیلئے توبہ نصوح کرے - اور اُس رب قدیر سمیع و مجیب کے وعدہ صادق ادعونی استجب لکم اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کو حق سمجھکر اپنی تمام معروضات اور تمام ضروریات کو اُس کے روبرو عرض کرے بحکم ایاک نعبد و ایاک نستعین کے دوسرے سے اپنی حاجات استعانت و استمداد نہ کرے - اور کسی کو نافع و ضار سوائے حق تعالیٰ شانہ کے نہ سمجھے - الغرض روح اور مغز عبادت یہی ہے کانک تراہ یعنے اس طرح اپنے رب کی عبادت کرے کہ گویا اوسکو دیکھ ہی رہا ہے فان لم تکن تراہ فانہ یراک اگر تم نہیں دیکھتے تو بہر حال اوس سے تو مفر نہیں کہ وہ تو ضرور تمکو ہر وقت ہر لحظہ ہر حالت میں دیکھتا ہے - تمہارے ظاہر و پوشیدہ سب حالات سے آگاہ ہے - ھو یعلم سرکم و جھرکم و یعلم ما تکسبون -

اس وقت عبادت میں بھی وہ تمکو دیکھ رہا ہے گویا کہ تم اُس کے روبرو کھڑے ہو وہ تمہارے ظاہر حرکات اور باطنی وساوس اور خیالات سب پر مطلع اور اوس کا علم سبکو محیط ہے - و لقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و قال اللہ تعالیٰ قد احاط بکل شئ علما - کم از کم اوس کی شرم و حیا اور اُس کا خیال تو ضرور ہے کہ ہمارے حرکات اور ہمارے خیالات کو کون دیکھ رہا ہے - جس کے روبرو ہماری کوئی بات بھی خواہ وہ دل کے کسی اندرونی گوشہ میں بھی کیوں نہ پڑی ہو ذرا بھی پوشیدہ اور مختفی نہیں جو کچھ ہماری ظاہر حالت ہے - وہ دیکھتا ہے - جو ہمارے اندرونی خیالات اور وسوسے ہیں سبکو جانتا ہے - کس بادشاہ کے روبرو کھڑے ہوئے عرض معروض کر رہے ہیں کس شہنشاہ دو جہان خالق جن و انس سے عہد و پیمان کر رہے ہیں - اور پھر کہاں تک اُن کی پابندی ضروری ہے کس حاکم حقیقی مالک یوم الدین کی جناب میں حضوری کا شرف ہمکو حاصل ہے - پس اسکا نام احسان ہے - اور یہی عبادت کا مغز اور اُس کی روح ہے بغیر اُس کے عبادت محض بیکار اور مثل جسد بے روح اور استخوان بے مغز کے ہے - جن طریقوں اور قواعد کے ذریعے سے یہ نعمت عظمے حاصل کرنیکی کوشش کیجاتی ہے - اسی کا نام اصطلاح میں تصوّف رکھ لیا گیا ہے - خوش نصیب ان لوگوں کے جن کو یہ نعمت عظمے حاصل ہو - اور جنکی عبادتیں بے روح مثل جسم مردہ کے نہوں بلکہ عبادت میں خشوع و خضوع اور خشیت اللہ غالب ہو - قال اللہ تعالیٰ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون الاٰیۃ وہی لوگ اصل مومن فلاح پانیوالے ہیں - انہیں کو جنت کا وارث بنایا گیا ہے -

اللھم ارزقنا - اللھم ارزقنا - اللھم اجعلنا منھم (الاحسان)

مرزائیوں کا مقدمہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث امرتسر زاد عنایتہ

السلام علیکم احباب کو بھی معلوم ہوگا۔ کہ صدر سیالکوٹ کی جامع مسجد کلاں میں ایک امام صاحب تھے۔ جنکے فوت ہونے پر اون کا بیٹا جسکا نام مولوی مبارک علی ہے۔ خود بخود امامت کراتا رہا۔ مگر جب اس نے مرزا قادیانی سے بیعت کی۔ تو اہل مسجد نے اس کو علیحدہ کر دیا۔ مگر وہ بھی چند مرزائی ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں بدستور آتا رہا۔ آخر ایک مقدمہ فوجداری ہوا جسپر مجسٹریٹ صدر نے حکم دیا۔ کہ مسجد بالکل بند کر دی جائے۔ چنانچہ ایکسال سے زیادہ مسجد بند رہی۔ اہل مسجد نے چیف کورٹ میں اپیل کر کے مسجد واگذار کرائی۔ مگر مرزائی امام بدستور پھر آنے لگا۔ آخر اہل مسجد نے دیوانی دعوی کیا۔ اور اپنے گواہ اسبات کے دئیے کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مرزائی امام نے بھی اپنے گواہ مرزائی جماعت کے لکھائے کہ مرزا اور اس کے مرید مسلمان ہیں۔ مرزائی گواہوں کی فہرست میں مولوی فیروزالدین مدرس فارسی سیالکوٹ۔ مولوی نورالدین قادیانی مولوی محمد احسن امروہی۔ مولوی برہان الدین جہلمی وغیرہ تھے۔ اسپر اہل مسجد کو فکر ہوئی۔ کہ ان کے مقدمہ میں اور انپر جرح کے سوالات کرنا کسی وکیل کا کام نہیں۔ بلکہ کسی لائق مولوی صاحب کا۔ جو مذہبی علوم کے علاوہ عدالتی طریق سے واقف ہو۔ آخر اس کام کیلئے اُن کی نظر مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری پر پڑی۔ تو ایک آدمی ان کی خدمت میں بھیجا۔ اور مولانا صاحب نے بھی بڑی مہربانی سے اس تکلیف کو گوارا کیا۔ پس پھر کیا تھا۔ تمام سیالکوٹ اور صدر کے مسلمانوں کی جان میں جان آگئی۔ چنانچہ ۲۰ جنوری کو مولوی صاحب موصوف کا مختارنامہ عدالت میں دیا گیا۔ اور مولوی صاحب موصوف دو وکیلوں اور ایک بیرسٹر کے درمیان کھڑے ہوئے۔ پہلے مولوی فیروزالدین پر جرح شروع کی۔ بس جرح کیا تھی۔ میں کیا عرض کروں۔ مولوی فیروزالدین کو ایسا حیران کیا۔ کہ اس کی تمام شیخی پر پانی پھر گیا۔ قریباً چار گھنٹے تک جرح کرتے رہے ایک ایک نقطہ پر وکیل اور بیرسٹر عش عش کرتے۔ بیرسٹر صاحب نے کہا۔ کہ بس اب ہماری کیا حاجت ہے۔ میں ایک سوال بطور نمونہ بتلاتا ہوں گواہ نے بیان کیا۔ کہ اہلحدیث پر بھی حنفیوں نے کفر کا فتوے دیا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے سوال کیا۔ کہ اُسی فتوے میں جو وجوہات لکھی ہیں وہ واقعی ہیں یا بعض بہتان۔ گواہ نے کہا بہت سی افترا اور بعض واقعی۔ مولوی صاحب نے پوچھا۔ کہ واقعی کیا ہے۔ گواہ نے کہا۔ کہ اہلحدیث خدا کو عرش پر مانتے ہیں۔ اس لئے حنفیوں نے اُن پر فتوے کفر کا دیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ تفسیر مدارک حنفیوں کی ہے؟ کہا ہاں! مولوی صاحب نے اس میں سے امام ابوحنیفہ کا قول استوا کے متعلق دکھا کر پوچھا۔ کہ اس میں اور اہلحدیث کے مذہب میں کیا فرق ہے؟ اسپر گواہ کچھ گھبرایا مگر آخر کہلوا لیا۔ کہ دونو خدا کو عرش پر مانتے ہیں۔ مگر کیفیت نہیں بتلاتے پھر مولوی صاحب نے پوچھا۔ کہ جو مذہب اور رائے ابوحنیفہ کی ہے۔ اسپر کوئی حنفی کفر کا فتوے دیسکتا ہے؟ گواہ نے کہا نہیں۔ اسی ضمن میں مولوی صاحب نے ایک طریق سے مرزا کو جھوٹا بلکہ کافر بھی کہلوایا۔ اور مرزائیوں کے پیچھے نماز کا ناجائز ہونا بھی کہلوا لیا۔ اتنے میں عدالت کا وقت پورا ہو گیا۔ دوسرے روز ۲۱ تاریخ کو پھر مقدمہ پیش ہوا۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کے آنے کی خبر تمام شہر سیالکوٹ اور صدر میں پھیل گئی تھی۔ اسلئے اکیس تاریخ کو بڑے شوق سے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ حاکم نے بھی مولوی موصوف کے کہنے پر میدان میں اجلاس شروع کیا۔ مندرجہ فہرست مولویوں میں مولوی برہان الدین جہلمی پیش ہوئے۔ جنکی شہادت کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مرزا اور مرزائی پکے مسلمان ہیں۔ اور مرزا حضرت عیسی علیہ السلام سے افضل ہیں اور یہ بھی کہا۔ کہ مرزا صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ۔ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

تو کوئی عجب نہیں۔ کہ منصور وغیرہ نے تو انا الحق وغیرہ کے دعوے کئے تھے۔ ایک بات جو خاص قابل ذکر ہے۔ یہ ہے۔ کہ مدعا علیہ مولوی مبارک علی نے اپنے گواہ سے پوچھا۔ کہ آنیوالا مسیح جہاد کریگا؟ جس سے غالباً اس کی وہی غرض تھی۔ جو اُن کے نبی مرسل قادیانی کی ہوتی ہے۔ کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ کو ممنون احسان کرتا ہو۔ مسلمانوں کو جہاد سے روکتا ہوں۔ اسی لئے مجھے کافر کہتے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے عدالت کو توجہ دلائی کہ یہ سوال غیر

اور کہا۔ کہ اِن لوگوں کی یہ عادت ہے۔ کہ چونہ ہو۔ جہاد کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ اپنے خیال میں گورنمنٹ پر ثابت کرتے ہیں۔ کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں کو جہاد سے نہ روکتے۔ تو خدا معلوم مسلمان کیا کچھ کر گذرتے۔ کیسی خام خیالی ہے۔ مختصر یہ کہ سواتین بجے پر مولوی برہان الدین کا بیان ختم ہُوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب جرح کرنے کو کھڑے ہوئے۔ تو اس نے اپنے ضعف اور تکان کا عذر کیا۔ جسپر عدالت نے رحم کیا۔ جو واقعی رحم کے قابل ہی تھا۔ کیونکہ بُڈھے میاں کی صورت ہی کہہ رہی تھی۔ کہ لوگ اُسے جبراً قبر سے کھینچ لائے ہیں۔ آخر ۹۔ ۱۰ تاریخ فروری مقرر ہوئی۔ جس کی کیفیت سے پھر اطلاع دونگا۔ اُدھر مولوی ثناء اللہ صاحب کو خلق کے ہجوم نے آ گھیرا۔ جسمیں تمام شہر و صدر و گاؤں کے لوگوں نے منت درخواست کی۔ کہ کل جمعہ ہے آپ ضرور اپنے وعظ سے مستفیض فرمائیے۔ مولوی صاحب نے پہلے تو اپنے کاروبار کا عذر کیا۔ مگر آخر کار سائلین کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور جمعہ پڑھایا۔ جمعہ کے خطبہ میں آپ نے توحید اور دنیا میں دل نہ لگانے پر وعظ فرمایا۔ بعد جمعہ کے درخواست حاضرین پر پھر وعظ فرمایا۔ اور حاضرین شہر اور گاؤں اور صدر کے سینکڑوں وعظ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اور اپنا قادیاں میں مرزا کی دعوت پر جانا قربان کیا۔ اور لوگوں کو اس کا مکر و فریب عمدہ تفصیل وار حاضرین کو سنا دیا۔ لوگوں نے مولوی صاحب کی تقریر سنکر مرزا کو پوری سو سنائیں۔ خدا تعالےٰ جناب مولانا صاحب موصوف کو برائے دین احمدی کے دیر گاہ قائم رکھے کیونکہ اس بارہ میں مولوی صاحب کا یہاں آنا ایسا ہُوا۔ گویا کہ دین اسلام کو زندہ اور تازہ کیا +

اللھم انصر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

راقم ابو عبد اللہ رفیع اللہ عفی اللہ عنہ امام مسجد بتنا زعہ صدر سیالکوٹ

ضرورت ہے! :- مدرسہ احمدیہ منظفرپور کے لئے ایک عالم محدث ہر فقہ و اصول کی ضرورت ہے۔ معاملہ طے کر کے عہدہ پر ہونگے تنخواہ مبلغ ۲۰ عہ۔ درخواست بخدمت مولانا عبد العزیز صاحب رحیم آباد۔ ڈاک خانہ تاجپور دربھنگہ +

انتخاب الاخبار

مرزا قادیانی کا مہمل الہام

۲۰ جنوری کے رسالہ ریویو قادیاں سے معلوم ہُوا۔ کہ حضرت کو ایک تازہ الہام ۱۴ جنوری کو ہُوا جسکے الفاظ یہ ہیں +

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ؏

اصل میں تو یہ آیت قرآنی ہے۔ جس کے معنے بجائے خود تو یہ ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اسوقت رومی ایرانیوں سے مغلوب ہو چکے تھے جن کی بابت خدا نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کی زبان الہام ترجمان پر یہ خبر پہنچائی۔ کہ رومی اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند سال میں پھر غالب آ جائیں گے۔ مگر مرزا جی کے الہام میں معلوم نہیں کہ روم سے کیا مراد ہے اور اس کا غلبہ کیا ہے۔ اور ارض کیا ہے۔ کیونکہ مرزا جی کے الہاموں کا خیریت سے طریق ہی اور ہے ع این را آسمانے دیگر است۔ ہم منتظر ہیں۔ کہ پردہ غیب سے کیا راز کھلتا ہو۔ اس لئے ہم اس الہام کے متعلق اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے البتہ ہمارا خیال ہے۔ کہ شاید مرزا صاحب سوتے وقت کوئی اخبار پڑھتے پڑھتے سو گئے ہونگے۔ جس میں یہ لکھا ہوگا۔ کہ سلطان المعظم نے یورپ کی تجویز دربارہ مقدونیہ منظور فرمالی ہے اسپر آپکو شاید اس آیت کی طرف خیال دوڑا ہوگا۔ کہ روم اگرچہ اس وقت دول یورپ کے مقابلہ پر کمزور ہے۔ کہ ان کی تجویز انکو ماننی ہی پڑتی ہے۔ لیکن آخر ایک روز آویگا۔ کہ سلطان روم ہی غالب رہیگا +

لیکن ہماری اس توجیہہ پر خود ہمیں بھی ایک شبہ ہے۔ کہ جناب مرزا جی کو اس سے پہلے تو مسلمانوں کی بہتری کا الہام کوئی ہُوا نہیں بلکہ یہی ہوتا رہا۔ کہ سلطنت روم کی تباہی قریب ہے۔ امیر کابل کی شامت آئی وغیرہ شاید اب سنت اللہ کچھ بدل گئی ہو۔

دیکھئے روم سے مراد کہیں خود بدولت ہی تو نہیں جو مقدمہ میں مولوی کرم الدین صاحب سے ہار گئے۔ تو کیا ہُوا۔ پھر کبھی سہی۔ بہرحال ہم

تفسیر ثنائی اردو
جلد اول تک سورہ بقرہ
جلد دوم آل عمران و نساء
جلد سوم مائدہ و انعام
اعراف
جلد چہارم
مینیجر اہلحدیث امرتسر
حدیث نبوی
تعلیم
ahmadimuslim.de

چشم براہ ہیں۔ کہ اس الہام کی تشریح خود مرزا صاحب ہی کریں۔

مرزا قادیانی تو لکھتا ہے۔ کہ میرے مرید ملا عبد اللطیف کابلی کابل میں شہید کئے گئے۔ مگر لاہور کے مولوی چکڑالوی رسالہ اشاعۃ القرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ ملا مذکور حرام موت سے مرا ہے۔ اسپر ایک آیت بھی لکھی ہے۔ ہمارا خیال تو وہی ہے جو ہم عرصہ سے بتلا آئے ہیں۔ کہ یہ قصہ ہی مرزا جی کا ایک ناول ہے۔ اسلئے ہم تو اس میں کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ منتظر ہیں۔ کہ قادیانی ارگن ہی اسکا کوئی جواب دیں۔

قصبہ گنور ضلع بدایوں میں ایک مسلمان صاحبزادہ نے کسی معاملہ پر باپ سے کہا۔ کہ یہ کام ضرور ایسا ہی ہوگا۔ والد صاحب نے کہا۔ کہ اگر ایسا ہوا تو میں داڑھی منڈوا دوں گا۔ بیٹے نے بعد کوشش اس کام کو انجام دیا۔ اور باپ سے عرض کیا۔ کہ جناب والا شرط پوری کیجئے۔ والد ماجد نے جو پہلے ہی سے پوری عقل کے مالک تھے۔ فوراً ایفاء عہد کر کے نام پیدا کیا۔ باپ بیٹا دونوں قابل تعریف ہیں۔

ایں چنیں رقاص را باید دھول ایں چنیں

کانفرنس بمبئی کے پریذیڈنٹ مسٹر بدرالدین طیب جی کی تقریر پر عموماً ناراضگی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ آپ نے پردہ کی رسم کی بابت کہا ہے کہ قرآن شریف سے ثابت نہیں۔ اسپر آریہ اخباروں نے بھی ہذیان کیا ہے۔ کہ مسٹر موصوف نے پردہ کی رسم کو قبیح اور فضول بتلایا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں یہ نہیں آسکتا۔ کہ ایک شریف اور تعلیمیافتہ مسلمان پردہ کے حکم کی بابت کیونکر کہے کہ قرآن شریف سے ثابت نہیں۔ غالباً مسٹر موصوف کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ جو غلو اور زیادتی اس حکم کے متعلق ہو رہی ہے۔ وہ ٹھیک نہیں۔ جیسی کہ ہندوستان کی بعض قوموں میں دستور ہے۔ کہ حرم سرائے کے کپڑے تک بھی مرد نہ دیکھیں۔ والعلم عند اللہ

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ اب کی دفعہ یکم اپریل سے ۳ تک ہوگا۔

سلطان المعظم نے پچاس ہزار لیرہ عثمانی حلمی پاشا انسپکٹر جنرل مقدونیہ کے پاس اس غرض سے روانہ کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ کہ اس رقم سے برباد شدہ خاندانوں کی مدد کی جاوے۔

الاہرام لکھتا ہے کہ گورنمنٹ مصر جیسے پار سال بندش حج پر مستوجب ملامت تھی۔ ویسے ہی وہ امسال اسکی آزادی کے لئے مستحق شکر گذاری ہے۔

شیخ علیا طرابلس الشام کے مشہور زاہد نوے برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے خوارق و کرامات ان کے معتقدین میں کثرت سے مشہور ہیں۔ حتی کہ غازی مختار پاشا بھی ان کی بعض کرامتیں بیان کرتے تھے (پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند)

اللواء اخبار مصری کا خیال ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے اخراجات و آمد کا حساب درست طور پر پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ ہندوستان و انگلستان کے تمام رو اعداد بھی ہمیں معلوم ہوں خاصکر فوج کی تعداد (رموز مملکت خویش خسرواں دانند)

انیس الجلیس لکھتا ہے۔ کہ مصری لیڈیوں کے خیالات کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کہ اخبار المصور میں ایک نوجوان نے اشتہار دیا۔ کہ اسکے ساتھ بیس سال سے کم عمر والی کوئی لیڈی خط و کتابت کرے چنانچہ اس کے پاس ۲۵ درخواستیں آئیں جنمیں آٹھ در پردہ مردوں کی ہیں باقی عورتوں کی۔ ان تحریرات میں کسی نے اس شخص کو برا کہا ہے۔ کسی نے خود کو شادی کیلئے پیش کیا ہے کسی نے فوٹو مانگا ہے۔ الغرض عجیب مختلف مذاق کی باتیں ان خطوط میں پائی جاتی ہیں۔ (وائے آزادی تیرا ستیاناس)

سفراء یورپ کی باوجود پامالی مقدونی باغیوں کے رہائی نہ کرنے پر مُصر ہے اور وہ ہنوز اکثر قیدی میں ہیں (کذالک نجزی المجرمین)

خدیو المکرم اسباب کا اہتمام کر رہے ہیں کہ آئندہ جامع ازہر کے تعلیمیافتہ عدالتی عہدوں پر مامور ہوں۔ اور وہاں کی تعلیمی اصلاح کیطرف بھی آپکو توجہ فطری ہے

شمالی لینڈ میں ملا کے پیروؤں نے ایک آدم خور قوم کا بھی پتہ لگایا ہے (لا یعلم جنود ربک الا ھو خدا کی مخلوق کو خدا ہی جانتا ہے)

مراد آباد کے تھانہ سے ایک عجیب غریب مقدمہ کا چالان بجناب مجسٹریٹ آیا ہے آٹھ نو سال کے چند دیہاتی بچے مجرم ہیں۔ یہ بیچارے محض اس علت میں گرفتار ہوئے ہیں۔ کہ جج، کلکٹر، سپرنٹنڈنٹ، کوتوال اور سارجنٹ بنے تھے۔ اور دو لڑکوں کو جو باغی بنے تھے سزا دی تھی۔ (بلند پر سیڑھی ہے)

حسب الارشاد مولانا ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک مطبع اہلحدیث

ahmadimuslim.de

{آمدہ از جھنگ درج کرتے ہیں ایڈیٹر}

مرزا قادیانی کا تحریری اقبال

(۱) ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ (پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا یسوع نے فرماتے ہیں۔ کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھسے معجزہ مانگتے ہیں ان کو کوئی معجزہ نہ دکھایا جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسے پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اوس سے معجزہ مانگو یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی ۔ لوگوں میں یہ مشہور کیا۔ کہ میں ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھ وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤں کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا) ف۔ اس تحریر سے بقول مرزا ثابت ہے کہ یسوع اسرائیلی تھا۔ اور نادان تھا۔ اور یسوع کی روح ایک شریر مکار میں تھی +

اور تحفہ قیصریہ کے صفحہ ۲۰ میں وہی مرزا صاحب لکھتے ہیں (اور چونکہ اسنے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔ اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔) ف سبحان اللہ یسوع کی روح بقول مرزا غلام احمد ایک شریر مکار میں تھی اور اب ہی یسوع کی روح ان میں یعنے خود مرزا میں موجود ہے۔

اور اربعین نمبر ۴ کے صفحہ ۱۵ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں خدا نے اپنے مسیح موعود (یعنے مجھکو) کو پیدا کیا جو عیسے کا اوتار ہے ف اے راجہ رامچندر کو اوتار ماننے والے ہندوؤ! خوش ہو جاؤ۔ کہ مرزا صاحب بھی تمہارے ہم اعتقاد ہو گئے ہیں +

(۲) تحفہ قیصریہ کے صفحہ ۲۳ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں دو باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اُس نے مجھے دیئے ان تمام امور نے تحریک کی۔ کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں +

اور دافع البلاء کے صفحہ ۱۳ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو آج تم میں ایک ہے۔ جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔

سوال

(ا) اے مرزائیو! ایمان سے کہو۔ کہ جس یسوع مسیح کے مرزا صاحب ایلچی بنتے ہیں وہ کون ہے۔ اور جس مسیح سے اب وہ افضل ہونیکا دعوے کرتے ہیں۔ وہ کون ہے وہی ابن مریم یا کوئی اور؟

(ب) واہ آزادی تیری داد ہے۔ جو ایلچی شاہوں سے زیادہ ہو +

(ج) ملچ بنا یا ایلچی ضمد بنا یا شاہ۔ میرا کچھ نقصان نہ اوسدا گیا وساہ (معقابہ)

(۳) فتح المسیح کے صفحہ ۲۰ میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں "مگر تعجب ہے کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو صرف ایک نکاح بوقت عمر اور اپنے یسوع کی چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ ایسے جوان عورتوں پر نظر ڈالتا ہے۔ جب پر نظر ڈالنا اُس کو درست نہ تھا۔ کیا جائز تھا۔ کہ ایک کسبی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا۔ کاش وہ متعہ کا ہی پابند ہوتا۔ تو ایسی حرکات سے بچ جاتا۔ یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں نے متعہ کیا تھا۔ یا صریح زنا کاری تھی۔" ف حیا ہو۔ تو ایسا ہو۔ جس میں ادب کی بو بھی نہ ہو۔ اور نہ اللہ اور اوس کی دادیوں اور نانیوں کا لحاظ ہو۔ تو ایسا ہو۔ کہ جو شیطان کے خیال میں بھی نہ ہو + حال ہے یہ اوس کے ہی اخلاق کا جسکو دعوٰی ہے۔ وحی افلاک کا۔

(ق) بھلے مرزائیو! خداوند تعالی سے ڈر کر سچ ہی کہو کہ یہ یسوع جسکی مرزا صاحب توہین کرتے ہیں وہی ابن مریم ہے جسکو خداوند تعالی نے وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین کے خطاب سے ممتاز فرمایا ہے۔ یا کوئی اور ہے۔ مگر جواب دینے سے پہلے اپنے پیر و مرشد کا تحریری اقبال بھی دیکھ لینا۔ میں بطور خیر خواہی نقل کرتا ہوں۔ تمہاری مرضی احسان مانو۔ یا نہ مانو +

دیکھو توضیح المرام کے صفحہ ۳ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں

"بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جسکا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں۔ کہ وہ دونوں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر آتریں گے۔" ف اس عبارت سے بقول مرزا صاحب صاف ظاہر ہے۔ کہ یسوع حضرت مسیح بن مریم نبی اللہ کا ہی نام ہے۔ نہ کسی اور کا اور مرزا صاحب نے دیدہ ودانستہ حضرت مسیح بن مریم کی ہی سخت توہین کی ہے۔ نہ کسی اور کی۔

حال ہے یہ اس کی تحریرات کا جسکو دعویٰ ہے وحی ہر بات کا

دیکھو اربعین نمبر ۴ کے صفحہ ۳۶ کو۔

(راقم اللہ دتا۔ از جھنگ)

قومی دکھڑا

جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم!

مجھے یہ کہتے ہوئے سخت رنج گذرتا ہے۔ کہ آج کل مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ بہت ناگفتہ بہ ہے۔ افسوس ہے۔ کہ آج کل وہ پاک مذہب جو دنیا میں کفر و شرک مٹانے کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ خود ہی اپنے بیوقوف پیروؤں سے کفر و شرک میں آلودہ ہے۔ اور اس کے وہ پیرو جو کسی زمانہ میں کفر و شرک مٹانے میں جان تک دے دیتے تھے۔ آج خود ہی کفر و شرک کو اسلام کا ایک رکن سمجھے ہوئے ہیں۔ اور وہ پاک مذہب جو کسی زمانہ میں کمال عروج پر تھا۔ اور ہر ایک اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ آج بحر ذلت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس کی وجہ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں یہی ہے کہ اس کے بیوقوف پیروؤں نے جہالت سے اس میں بہت سی نئی نئی باتیں ایجاد کر دی ہیں۔ اور کفر و شرک کو اس کا ایک جزو ٹھیرا رکھا ہے افسوس ہے۔ کہ پاک مذہب اسلام کی طفیل غیر قومیں مثلاً آریہ وغیرہ تو توحید سیکھیں اور بت پرستی کو برا سمجھیں۔ مگر مسلمان اس پر ذرا توجہ نہ کریں اور اولیاؤں کو خدا کے شریک ٹھیرا کر اور مزاروں پر سجدے کر کے کافر بنیں۔ خدا بیچارے مسلمانوں پر رحم عطا فرماوے۔ اور اپنے پاک مذہب کی روشنی ان کے سیاہ دلوں پر ڈالے۔ اور ان کو کفر و شرک سے نکال کر راہ ہدایت پر لاوے آمین۔

نظم!

ذرا دل میں تم اے مسلمانو سوچو
کہ پہلے تھے کیا اور کیا آجکل ہو
کسی دن وہ تھے تم۔ کہ تھی تھرتھراتی
زمین آسمان اور گردون گرداں
عرب میں عراق و عجم تک ہی تم تھے
زمانے کے شاہوں کے سب ہوش گم تھے
سبب اسکا کیا تھا؟ شریعت پہ چلنا
سبب اسکا کیا تھا؟ طریقت پہ چلنا
خدا سے کبھی تم نہ منہ موڑتے تھے
اسی سے سبھی کام تم جوڑتے تھے
خدا سے جو منہ تم نے اپنا ہی موڑا
شریعت کے احکام کو جب سے چھوڑا
پھنسے جب سے تم دام شیطان میں ہو
پڑے جب سے تم راہ عصیاں میں ہو
اٹھایا گیا تم سے ظل حقانی
ہوئی الوداع تم سے سب شادمانی
گئی سب تمہاری وہ شاہی کی شوکت
گئی سب تمہاری وہ عزت وہ ثروت
ہوئے آکے آخر یہاں تک ہو رسوا
بنے کافروں کے تم آخر نشانا
غضب ہے کہ بت پوجنے والے ہیں جو
کریں طعن و تشنیع دل کو کڑا کر
نہ ہے کسی کو بھی ہو اتنی طاقت
کہ دکھلادے اسلام کی انکو صورت
بتاؤ کہ اب کسر خواری میں کیا ہے
نہ اس پر تمہیں کچھ بھی شرم و حیا ہو
خدارا ابھی وقت ہے آنکھ کھولو
کرو کچھ تو حیلہ اگر ہو سکے اتو
گوارا کئے جاؤ گے کس طرح سے
یہ ذلت یہ خواری زیلطنے یہ مینے
اگر ہے بزرگوں کی کچھ بھی وراثت
کرو خرچ اب ہے یہ وقت اعانت
اگر اب بھی اپنی بدی تم نہ چھوڑو
برائی سے اپنی نہ اب منہ کو موڑو
تو جانو کہ ہم کافروں سے ہیں بدتر
شریعت میں بھی دور کوسوں کہیں ہو
ذرا یہ بھی سن لو کہ باتیں وہ کیا ہیں
تجارت و حرفت کوئی پیشہ پایا ہیں
انہیں چھوڑ دو یہ تو پھر دیکھ لینگے
تو تم کو اپنی ادھر پھر ہی دیں گے
جو اصل ہے مطلب اسے پہلے لیلو
نہیں کھیل بچوں کا تم یہ جو کہیلو
وہ مقصد ہے کیا؟ جسکی ہے بس ضرورت
وہ مطلب ہوا کیا؟ جسے حاصل ہو ثروت
وہ مطلب ہی یہ قوم کو تم سکھاؤ
یہ سنت یہ بدعت یہ ان کو بتاؤ
خدارا انہیں شرک کرنے سے روکو
شریعت پہ چلنا انہیں تم سکھاؤ
انہیں یہ سکھاؤ وہ مانگو مدد اسے
جسے مانگتے تم ہو جا اولیا سے
وہ بر لائیگا سب امنگیں تمہاری
مکمل کریگا مرادیں وہ ساری

ahmadimuslim.de

غضب ہے کریں طعن ہم دوسروں کو — کہیں ان کو کافر لعین اور یہ وہ
اسی راہ پہ ہم خود چلیں پر نہ سمجھیں — کوئی کیا ستائیگا ہم گر نہ سمجھیں
وہ کب آئیگا دن کہ سمجھو گے تم بھی — اٹھاؤ گے چہرے سے اپنی سیاہی
ستم ہے کہ کافر تو توبہ کریں اب — کرینگے نہ بت کی پرستش کہیں اب
مسلمان جگہ اُن کی اب پھر دکھائیں — پرستش مزاروں کی وہ کر دکھائیں
جسے اب یہ کافر بُرا جانتے ہیں — اسے اب مسلماں بھلا جانتے ہیں
شریعت سے پھر کر طبیعو گرہی ہیں — مسلماں بڑے ہیں سب اہلِ طریقت میں
دکھاتے ہیں پیر نیکیاں یہ جفا جو — شریک اب خدا سے کریں اولیا کو
کہاں تک یہ احوال اپنا سنوگے — کہاں تک مزاروں پہ پھر وہ جھکینگے
حقیقت کو اسلام کی اب تو سمجھو — حدیث اور قرآں کو ہاتھوں میں لیکر
کرو ختم اسکو شمیم اب دعا پر — عمل ہو ہمارا کلامِ خدا پر

راقم سردار خان شمیم شاگرد حضرت آصف امرتسری

مُراسلات

نامہ نگار اپنی تحریروں کے خود ذمہ وار ہیں

مسئلہ طلاق سے اسلام کو کیا فائدہ ہے

اس میں ہم اپنا بہت فائدہ سمجھتے ہیں۔ اسلام کے ہر اصول پر بحث تو بہت طول طویل ہے۔ کہ ہر اصول کا مقرر کردہ قاعدہ دونوں جہان کے مفاد رکھتا ہے۔ اس سے ہمیں کچھ غرض نہیں۔ ہاں اس مسئلہ طلاق کا تذکرہ ضرور قابل توجہ ہے۔ اگر یہ قاعدہ طلاق اسلام میں نہ ہوتا۔ تو یقین تھا کہ بہت بڑا نقصان ہمیں اوٹھانا پڑتا۔ اور ہماری قوم تو خدا جانے کس درجہ حالت ابتری کو پہنچتی۔ فی زمانا ایسی قسم کے اصولوں نے دنیا کے پلیٹ فارم پر عزت بخش رکھی ہے۔ ورنہ ہم میں جو ہر ہی کیا تھا؟

لفظ طلاق ایک اسلام میں ایسا لفظ ہے۔ جس سے مطلب شارع کا یہ ہے۔ کہ عورت کو اس لفظ کے کہہ دینے سے پورے طور پر آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پابند قواعد زوجین نہیں رہتی۔ اگر اسلام کے سچے ہونے پر ایسے اصول مقرر نہ ہوتے۔ تو آج ہم اپنے انگریز غیر قوم علماء کے مثل دقتیں اٹھاتے اور دوسرے مذہب کی تلاش کرتے اور جو کچھ آج بسبب ہونے اس مسئلہ کے تجرد بین بے عزتی حاصل کر رہے ہیں۔ وہ آج ہم پر بھی پیش آتیں۔ حالانکہ باعتبار عقل بھی اس میں بہت نقصانات ہیں آزادی جو موجودہ زمانے کی دیکھ رہے ہیں۔ حد درجہ کی ذلت کو پہنچا دینے والی ہے۔ اگر ذرا بھی نظر تعمق سے دیکھا جاوے۔ تو عالم نباتات کا انتظام اس مسئلہ سے خوب اچھی طرح سے اپنی حالت کو گذار رہا ہے۔ گویا عالم اسباب کا انصرام اس مسئلہ میں بخوبی ہے۔ سمجھیں تو تمام کارخانہ ہی دنیا کے درہم وبرہم ہوجاتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اس قسم کے فساد پیدا ہو جاویں کہ تمام میں آدم کے خانہ بجز کی شبہ پڑ جاوے۔ گو بکر اور قوموں سے غرض نہیں کہ آیا ان میں یہ مسئلہ ہے۔ یا نہیں اگر نہیں ہے تو وہ کیوں امن وچین سے اپنی عمر گذار رہے ہیں۔ اور ان میں ہم کوئی فساد نہیں دیکھتے سو جواب اس کا اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے۔ کہ اگر ان کے اصل میں یہ مسئلہ نہیں۔ مگر وہ ضرور کسی نہ کسی کی مجبوری میں پابند ہیں۔ اگر وہ پابند کسی مجبوری کے سبب سے بھی نہیں۔ تو ضرور وہ اس کا بار نقصان اپنے سر پر اٹھاتے ہونگے۔ غرض ان باتوں سے وہ خالی نہیں۔

پس ہماری شریعت نے اس مسئلہ کو تین پہلو بیان کیا۔ مگر ہر پہلو اسی بات پر مبنی ہے۔ کہ بنی آدم میں اتحاد واتفاق رہے۔ اور فساد سے دور رہیں۔ اور اگر اس مسئلہ میں ایک بار لفظ طلاق کہہ دینے پر عورت کو حق زوجیت سے کبھی آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیز اصل مسئلہ پر وہ عورت بھی حق زوجیت عورت سے ادا کرانے کی بابت کہ عورت پردہ میں رہکر اپنے خاوند کی خوب اطاعت کا حق ادا کر سکتی ہے۔ اسلام کی سچائی پر دال ہے) اور اگر لامحالہ کوئی شکل صورت کے اتحاد واتفاق ابھی تک نہ پیدا ہوئی اور فساد پر فساد بڑھتے گئے۔ تو دوسری بار لفظ طلاق کہہ دینا عورت کے حق میں پوری پوری تدارک کی تصویر کھینچ دیگا۔ مگر پھر بھی قرآن پاک نے آپس میں اصلاح اور اتفاق کر لینے ہی کا حکم فرمایا ہے۔ جیسے آیت میں مذکور ہو۔

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان - یعنے طلاق دینا دوسری بار لیں رد کر لو۔ تم عورتوں کو ساتھ اچھی خوبی کے یا چھوڑ دو

ahmadimuslim.de

اس کو بلا کسی اذیت و نقصان پہنچانے کے خوبی سے - پس تیسری بار لفظ طلاق پر عورت کو بلا کسی نقصان پہنچنے کے حق زوجیت سے آزادی ہے - یا بعد تین ماہ گذر جانے کے - کہ یہ تدارک کی حد درجہ کی سزا تھی - تو تیسری بار طلاق کی بھی ضرورت و حاجت نہیں - ویسے ہی اس کو الگ کر دو -

ہمارے مذہب کے سچے ہونے کی یہ بہت بڑی دلیل ہے - کہ دین اسلام میں کافی طور پر ایسے اصول مقرر ہیں - جو حوائج ضروریہ کے متعلق ضروری اور لازمی ہیں - جب ہم نظر غیر مذاہب پر ڈالتے ہیں - تو ہمکو اُن کے سچے ہونے پر بھی بہت بڑا نقصان معلوم ہوتا ہے - کہ اسلام میں ہر مسئلہ کافی طور پر موجود ہے - اور اُن میں ہم اکثر مسئلے جیسے پورا اور کامل تو کیا معنے اُسکا وجود بھی نہیں پاتے -- یورپین کی تو عادات و اختیارات عورات حد درجہ آزادی کو پہنچ چکے ہیں - جس میں عورات خود مرد کو طلاق دے دیتی ہیں - اور مرد کو کچھ اختیار نہیں ہوتا - معلوم ہوتا ہے - کہ مسئلہ مذکورہ کی حد درجہ کی ہر مذہب میں ضرورت ہے - اس میں نقصانات بہت کچھ معلوم ہوتے ہیں - چنانچہ اس میں نسل کا اعتبار نہیں رہتا - کیونکہ جب عورت حق زوجیت سے آزاد ہے - تو جس مرد سے اُسکو محبت ہے یا خفیہ آشنائی کے دام میں اولجھی ہوئی ہے - تو ضرور اُس کی ہی اولاد عورت حاصل زیادہ کریگی تو یہ اولاد اُس کی بلاوجہ کے زوج کی مال کی وارث ٹھیری - دوسری نسل کو اعتبار جو اصلی طور پر موجود تھا - جاتا رہا - (ہمارے سماجی دہرم تو اس میں شاید کچھ عیب نہ سمجھتے ہوں گے - کیونکہ اُن کے ہاں تو یہ مسئلہ تسلیم کیا ہوا ہے - کہ اگر اولاد کسی کے نہ ہوتی ہو - تو وہ اپنی عورت منکوحہ کو غیر مرد کے پاس جانے کی اجازت دیوے - تاکہ وہ اولاد حاصل کرکے مال و اسباب کا وارث بنلوے - اور اگر مرد عورت کو اجازت نہ دیوے - تو وہ عورت خود اپنی پسند سے کسی مرد غیر سے اولاد حاصل کرے - اس کی نجات کے اسباب یہ ہیں - ہمارے نصیب میدان صاف میں ماریں گے)

بعض واقعہ انسان کو ایسے بھی پیش آتے ہیں کہ عورت سے از خود لڑائی کی ٹھیر جاتی ہے - (کیونکہ مسئلہ طلاق جو تدارک کیلئے تھا - وہ تو مذہب میں ہے ہی نہیں) پھر عورت مرد کو دبانا چاہتی ہے - اور مرد عورت کو دبانا چاہتا ہے - کیونکہ عورت کی آزادی کا زمانہ پڑا ہے - آخرکار عورت بسبب نہ ہونے اس مسئلہ مذکورہ کے گھر سے باہر نکل کھڑی ہوئی ہے -

اس آزادی کا یہ نتیجہ نکلا - کہ آپ جناب گھر میں اکیلے بیٹھے ہوئے خلا چولہا پھونک رہے ہیں - کہ مہینوں ہو گئے - کہ یہ آفت بھگت رہے ہیں اور انتظار میں ہیں - کہ ماں باپ کے گھر سے اب آتی ہے اب آتی ہے - برسوں گذر گئے - ماں باپ سے الگ فساد ہو رہا ہے کہ تم نے کیوں ایسی کو بیاہا تھا - کیا تم جانتے نہیں تھے - کہ تمنے جان بوجھ کر یہ پاپ میرے پلے باندھا ہے - غرض فساد یہاں تک بڑھا - کہ والدین نے خود ذات شریف کو گھر سے نکال دیا - اب جناب گھر سے بھی مارے مارے پھرتے ہیں - اب اس موقعہ کو دیکھ رہے ہیں - کہ اگر موقعہ ملے تو اماں جان کے زیور طلائی کا صندوقچہ ہاتھ لگے - تو کسی ریاست میں جا کر آرام سے گذاریں - شاباش!

اور بعض اوقات ایسے معاملات پیش آتے ہیں - کہ عورت تو گھر سے نکل گئی - اور بچے ننھے ننھے مرد کے پاس رہ گئے - اب جناب کی جان عذاب میں ہے - راتوں روتے ہیں - کہ آپ ہی جیتے جی گھر کیا کیا ایک جہنم سر پر مول لے لیا ہے - اور اگر بال بچے بھی نہ ہوئے تو جناب عورت صاف حضور کو چھوڑ رات کے وقت تمام نقدی زیور وغیرہ سامان باندھ اور وہ گئی وہ گئی - بیچارے کا گھر برباد ہوا - اور فقیر کے فقیر ہو بیٹھے - اور اگر یہ نہیں تو اُس کے آشنا سے تو تو میں میں جناب کی ہو رہی ہے - کہ او بے غلام کے! تو کون؟ اور وہ کہہ رہا ہے - کہ او بے تو کون؟ غرض نتیجہ یہ نکلا - کہ وجہ ایسی ہوئی کہ دونوں چھ چھ برس کے جیلخانہ کو گئے - اور ہماری صاحبہ سچے مذہب والوں کی پرچیں اُڑا رہی ہیں - اُن کی آزادی میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہوئی - ہم ایسی ایسی نظیریں دنیا میں بہت دیکھ رہے ہیں ہر مذہب والا خوب اچھی طرح سمجھ رہا ہے کہ ایک دو نظیر نہیں - بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں تک ایسی نظیریں دنیا میں موجود ہیں - مگر ہم زیادہ کا تذکرہ کرنا نہیں چاہتے - فقط اتنا جتانا منظور ہے کہ ہر مذہب کی سچائی تو دنیا میں ہر ایک کو معلوم ہے - کہ جس مذہب میں ایسے اصول مقرر ہیں وہ کہاں تک سچا ہوگا - (آریہ سماجی اور عیسائی بسبب نہ ہونے مسئلہ مذکورہ یا پردہ عورات کے نتائج یا ثمرات ابدیہ وغیرہ وغیرہ ان کے مذہب میں ہیں) جانتے ہی ہوں گے -

ahmadimuslim.de

کہ ہم کہاں تک سچے مذہب پر ہیں) پس اگر سچا مذہب اسلام قبول کرنیسے اُن کو دنیاوی حجاب ہے - تو یہ مسئلہ طلاق جو باغِ اسلام کے پھلوں میں سے ایک میٹھا پھل ہے - اِس پھل کو بھی اپنے کر طوکو پھلوں میں شامل کریں - پس نظامِ دنیا اور بہبودگی کیواسطے یہ بہت خوب ہوگا گو میں دنیا کے پلیٹ فارم پر کھڑا اپنے کان سے صدائیں اہل یورپ کی سن رہا ہوں - کہ بعض یورپین لوگ یہ اظہار کرتے ہیں کہ مسئلہ طلاق بھی اسلام میں سے اخذ کر لیا جاوے - تو بہت اچھا ہوگا مگر اُن کی مجبوریاں اُن کو مانع آ رہی ہیں - اس لئے وہ پیش قدم نہیں ہو سکتے - مگر میں یقین کرتا ہوں - کہ ضرور یہ مسئلہ یورپ میں کبھی نہ کبھی مقبول ہو جائیگا - ہمارے اڈیٹران اخبار ضرور اس کو مفید پبلک سمجھکر اندراج اخبار کریں - خصوصاً اڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث و وکیل امرتسر کو تو ضرور توجہ اس طرف ہونی چاہیئے - باقی خیریت

راقم - محمد شفیع الحسن عفی عنہ عباسی - (ناجیوارہ)

امرتسر میں آریوں سے مباحثہ

جناب اڈیٹر صاحب ! ۶ فروری کو ایک لمبا چوڑا اشتہار بازاروں کی دیواروں پر چسپاں دیکھنے میں آیا - جس میں لکھا تھا - کہ آج آرین ڈیبیٹنگ کلب میں گوشت خوری پر مباحثہ ہوگا - دس دس منٹ ہر ایک کو بولنے کی اجازت ہوگی - اس پر انجمن نصرت السنہ کی طرف سے کلب مذکور کے سکرٹری کو کہا گیا - کہ اس طرح کسی مسئلہ کی تحقیق نہیں ہو سکتی - بلکہ اس تجویز کے لئے چند گھنٹے مقرر ہوں - اور مباحثہ کنندگان وہی صاحب ہوں - چنانچہ آریوں نے اس تجویز کو منظور کیا - اور ۷ فروری کا دن ۱ بجے سے ۴ بجے تک مقرر ہوا - دس منٹ ایک دفعہ بولنے کے لئے تجویز ہوئے - انجمن مذکور کی طرف جناب مولوی ابوالوفا ثناءاللہ صاحب (مولوی فاضل) مباحث قرار پائے - اور آریوں کی طرف سے ماسٹر آتما رام جی امرتسری - مولوی صاحب نے گوشت خوری کی ممانعت کے دلائل طلب کئے - اسپر ماسٹر جی نے کہا - کہ گوشت انسان کی طبعی غذا نہیں - نیز اخلاقی طور پر بھی منع ہے - دماغی ترقی کو مانع ہے - اخلاقی طور پر اسلئے منع ہو کہ کسی جانور کو ذبح کرنے کا ہمیں کوئی حق حاصل نہیں - اسی ضمن تحریر یا ماسٹر جی نے یہ بھی کہہ دیا - کہ موت میں تکلیف نہیں ہوا کرتی - بلکہ تکلیف جتنی ہے بیماری سے ہے - طبعی اور قدرتی غذا کے معنے یہ کئے کہ انسان کے دانت اور معدہ گوشت کھانے کے لئے نہیں ہے - مولوی صاحب نے کہا - کہ دانت اور معدہ اگر قدرت نے گوشت کھانے کیلئے انسان کو نہیں دیا حالانکہ ہم ہر روز گوشت کو دانتوں سے چبا کر معدہ میں ڈالتے ہیں - تو کیا ہم قانون قدرت کے خلاف کرتے ہیں - کیا کوئی شخص خلافِ قانون قدرت کانوں کا کام زبان سے اور زبان کا آنکھ سے اور آنکھ کا ناک سے لے سکتا ہے ہمارا گوشت کھانا ہی جتلا رہا ہے - کہ خدا نے ہمیں دانت اور معدہ گوشت کے لئے دیا ہے - رہی اخلاقی ممانعت - سو اسکا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا - کہ اول تو جس قدرت نے ہمکو اُن پر سواری کرنا - بوجھ لادنا اُن کا دودھ پینا (حالانکہ دودھ اس کے بچے کے لئے ہوتا ہے) اِن امور پر قابو دیا ہے اُس قدرت نے ہمکو اُن کے کھانے کی بھی اجازت دی ہے - حالانکہ ذبح کرنے سے اُس کو تکلیف ہی نہیں - ایک تو یہ کہ آپ ہی کہتے ہیں - کہ موت سے تکلیف نہیں ہوتی - بلکہ بیماری سے ہوتی ہے - پس جس بھیڑ بکری کو ہم ذبح کرتے ہیں - حقیقت میں اسپر رحم ہے کیونکہ وہ بیماریوں وغیرہ تکالیف سے بچ جاتی ہے - علاوہ اس کے بعض موذی جانوروں کا مار دینا خود آپ کے گرو دیانند جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۹ پر لکھتے ہیں - پس ایسے جانوروں کا کھا لینا جنکا مارنا بھی جائز ہے - رحم کے خلاف کسی طرح نہیں - پس آپ اُن کو پہلے کھائیے - اتنا حصہ بحث کا تو صاف ہو جائے علاوہ اس کے ایک بات مولوی صاحب نے بڑی دلچسپ کی - جو واقعی یہ ہے کہ آجتک سماج کے کانوں میں نہ پڑی ہوگی - اس لئے ماسٹر جی اُس کے جواب دینے سے کسقدر رکتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - وہ یہ کہ مولوی صاحب نے کہا - کہ دیکھئے آپکو ایک سہل تجویز بتلاتا ہوں - جس میں آپ گوشت بھی کھالیں - اور آپ کے رحم کے خلاف بھی نہ ہو - بلکہ آپکو مالی فائدہ بھی ہو اس مضمون کو وہ دلچسپ پیرائے میں بیان کیا کہ آریہ سماج ایک اشتہار دیدے کہ جسکی گائے - بھینس - بکری - بھیڑ مر جائے تو وہ سماج کو اطلاع کرے تو سماج کے ممبران اسکو خود ہی اٹھائیں گے - اور گوشت کھا کر چمڑے کو نقد کریں گے یہ نہایت سہل تجویز ہے یہ بھی کہا کہ آریہ سماج چونکہ ایک تعلیمیافتہ پارٹی ہے - اگر اسے کوئی الزام دیگا - کہ چوہڑوں کا کام

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

لارڈ ویسٹینلی آف الڈرلی (عبدالرحمن نومسلم انگریز) جو ولایت کے ایک بڑے خاندان کے رکن تھے - اور اپنی تحقیق سے اسلام لائے تھے اُن کی انتقال کی خبر سنکر امرتسر کے اہلحدیث نے بمسجد مولانا ابو عبداللہ غلام علی صاحب مرحوم بتحریک خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج اُن کا جنازہ غائب پڑھا +

امرتسر و لاہور میں تھیٹر کے مخش گیت بڑی ترقی پر ہیں - جس سے بچوں کے اخلاق پر بہت بُرا اثر پہنچتا ہے - گورنمنٹ توجہ کرے +

لاٹ پادریوں کا جلسہ جو کلکتہ میں منعقد ہوا تھا - ختم ہو گیا ہے اور بشپ کلکتہ سے روانہ ہو رہے ہیں (کفارہ کی تعلیم سے گنہگاروں کا حوصلہ بڑھا گئے ہوں گے)

تخمینہ کیا گیا ہے کہ بنگال کے تقریباً تمام اضلاع میں جن میں نیل کی کاشت کی گئی ہے - پیداوار نیل بہت کم ہو گی -

بمبئی کی پارسی جماعت نے اپنی مذہبی اخلاق اور طبعی ترقی کیلئے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے (آجکل انجمن خیزی کا زمانہ ہے ہر ایک قوم اپنی بہتری کی طرف متوجہ ہے - ایک ہم ہی ہیں کہ غافل ہیں)

پنجاب میں جہاں جہاں بارش بکثرت ہوئی ہے وہاں طاعون از سر نو گرمی دکھلانے لگا ہے - لاہور کے شمال مشرق سیالکوٹ - گورداسپور جالندھر - ہوشیارپور اور انبالہ میں تازہ جوش پیدا ہو گیا ہے لودیانہ میں اس وقت باقی تمام حصص پنجاب سے طاعون زیادہ ہے - (شاید بارش کے ذریعے سے مرزا قادیانی کے انکار کا سبق تو نہیں دیا جاتا؟)

امیر حبیب اللہ خاں نے مشترکہ کمیشن حد بندی کے لئے کافی انتظام و اہتمام کر لیا ہے جو ہفتہ آئندہ میں جلال آباد میں جمع ہو گی اور سب سے پہلے ہند کی حد بندی کو روانہ ہو گی -

دہلی میں ایک زنانہ ہسپتال قائم کرنے کیلئے ۵۰ ہزار روپیہ کی درخواست پبلک کی گئی تھی - مگر لوگوں نے چند مہینے میں اس قدر سرگرمی دکھلائی کہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس وقت تک جمع ہو چکا ہے (مسلم یونیورسٹی کیلئے تو آج تک ڈیڑھ لاکھ پیسہ بھی شاید نہ جمع ہوا ہو)

آسٹریا اور روس نے اُن ترکی تجاویز کو نامنظور کیا ہے - جو تکمیل اصلاح مقدونیہ کو بارہ میں پیش کی گئی تھیں - دربار روم نے اب انہیں مطلع کیا ہے - کہ چونکہ اہل مقدونیہ اور اہل البانیہ نے ہر ایک غیر قوم کے پولیس افسر کو مار ڈالنے کی سازش کی ہے - اس لئے دربار روم افسروں کو غیر ملک کی وردیاں پہننے پر اعتراض کرتا ہے -

افغانستان میں چونکہ آجکل بڑی شدت کی سردی پڑتی ہے اسواسطے میجر روس کیپل برٹش کمشنر متعلقہ حد بندی ہند بورڈر اب ہی پشاور سے آگے نہیں بڑھے ہیں - اور انگریزی افغانی کمیشن کے یکجا ہونے کا جو انتظام سوچا گیا تھا - وہ درہم برہم ہو گیا ہے - جب یہ اطلاع پہنچ گئی - کہ کمشنران افغانستان اُن سے جلال آباد میں ملنے کو آمادہ ہیں - اُس وقت صاحب بہادر مذکور آگے کو روانہ ہوں گے -

مسٹر بسنٹ نے پونہ میں ۲۳ - جنوری کی شام کو یورپین - پارسی - ہندو اور مسلمانوں کے ایک مجمع کثیر کے سامنے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک مذہبی اخلاقی اور تمدنی معاملات پر تقریر کی (مسز اینی بسنٹ بھی تو ہر جائی ہے خود مدعی مذہب ہنود ہے - لاہور میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی حقانیت پر ایک دفعہ لیکچر دیا - حال میں باوا نانک جی کی طرح انکا بھی خیال ہو گا

مصر میں نظارت حربیہ کا ارادہ ہے - کہ اپنی افواج کے اسلحہ تبدیل کرا دے - پرانے ہتھیاروں کی بجائے جدید آلات جنگ اُن کو دئیے جائیں - جو نئے عمدہ اور زیادہ کار آمد ہوں +

خدیو المکرم کے عم بزرگوار پرنس حسین پاشا سیر یورپ سے واپس آ گئے ہیں - (صرف سیر سپاٹا ہی کرنے جاتے ہیں یا کچھ کام بھی)

مصر کے بعض اخبارات بیگم صاحبہ بھوپال کو مرد سمجھکر اُن کا نام جلالۃ الملک لکھ رہے ہیں - (شاید وہ بموجب تعلیم عورت کا حاکم اور والی امر ہونا معیوب جانتے ہوں گے)

سلطان المعظم نے حال میں یہ فرمان جاری کیا ہے کہ افواج مصر کے لئے جو گھوڑے ملک شام سے خریدے جائیں - اُن پر محصول معاف ہو (دریا دلی ہے) +

حسب الارشاد مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا۔

ahmadimuslim.de